ناصبیت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

ناصبیت ایسا ناسور ہے، جس کی ہر کوشش بغض صحابہ پر منتج ہوتی ہے۔ ناصبی اہل بیت سے بغض وعناد رکھتے ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے، بلکہ غاصب اور ظالم خیال کرتے ہیں۔ اہل بیت کی شان میں وارد جمیع روایات کو ضعیف کہتے ہیں، خواہ وہ متفق علیہ روایت ہی کیوں نہ ہو؟

یا اس کی غلط تاویل کرتے ہیں، یا اسے وہ معنی پہنا دیتے ہیں، جو مراد رسول کے برخلاف ہوتا ہے۔ حسنین کریمین کی صحابیت کا انکار کرتے ہیں اور بنوامیہ کے معاملات میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کے تحت لکھتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ صَرِيحٌ عَلَى الرَّوَافِضِ الْمُنْكِرِينَ لِخِلَافَةِ الثَّلَاثَةِ، وَعَلَى النَّوَاصِبِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فِي إِنْكَارِ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

''اس حدیث میں روافض کا واضح رد ہے، جو خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں، اسی طرح بنوامیہ اور اہل شام کے ناصبیوں کا بھی رد ہے، جو خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں۔''

(البداية والنهاية : 154/9، نخب الأفكار للعيني : 149/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے تحت لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ ...... رَدٌّ عَلَى النَّوَاصِبِ الزَّاعِمِينَ أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ مُصِيبًا فِي حُرُوبِهٖ .

''اس حدیث میں ناصبیوں کا رد ہے، جو جنگ (جمل وصفین میں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حق پر نہیں سمجھتے۔''

(فتح الباري :543/1)

سعید بن جمہان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ قَالَ : كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ .

''یہ لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ (برحق) نہیں تھے، تو سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو مروان نے جھوٹ کہا ہے۔''

(سنن أبي داود : 4646، وسندهٗ حسنٌ)

یاد رہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو جنگیں ہوئیں، ان کا سبب قاتلین عثمان بنے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ خلافت میں کوئی اختلاف نہیں تھا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ .

''دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 3609، صحيح مسلم : 157)

اسی طرح فرمان نبوی ہے:

تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ، فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ، يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ.

''میری امت میں دو گروہ بن جائیں گے، دونوں میں سے فرقہ (خوارج) نکلے گا، جسے وہ گروہ قتل کرے گا، جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔''

(صحيح مسلم : 1064)

خلافت کے مسئلہ میں اختلاف نہیں تھا، تب ہی تو نبی کریم ﷺ نے دونوں کے دعویٰ کو ایک قرار دیا، اسی طرح دونوں گروہ کو حق پر کہا، لیکن ایک گروہ حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

متواتر حدیث ہے:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

''میرا یہ بیٹا (حسن بن علی رضی اللہ عنہما) سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2704)

اہل بیت، صحابہ اور ائمہ اسلام میں سے کسی فرد بشر نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا متمنی نہیں کہا۔ نہ ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی وجہ سے مطعون کیا۔

تنبیہ:

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ.

”بنوزرقاء (بنوامیہ) نے جھوٹ کہا، وہ تو بہت برے بادشاہ ہیں۔“

(سنن الترمذي : 2226)

ایک روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی آئی ہے، جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

سعید بن جمہان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ، قَالَ : كَذَبَ بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِّنْ شَرِّ الْمُلُوكِ، وَأَوَّلُ الْمُلُوكِ مُعَاوِيَةُ .

”بنوامیہ کہتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے، تو سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنوزرقاء (بنو امیہ) جھوٹ کہتے ہیں، یہ تو برے بادشاہ ہیں۔ لیکن سب سے پہلے بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 36005)

اسی طرح حشرج کے الفاظ (المدخل إلى السنن الكبرىٰ للبيهقي : 52) میں یوں وارد ہوئے ہیں:

كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ .

”آپ رضی اللہ عنہ پہلے بادشاہ تھے۔“

یہ اصلا ایک ہی روایت ہے، جس کو حشرج بن نباتہ نے بیان کیا ہے۔ اس روایت میں سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے بنوامیہ کا نام لے کر ان پر جرح کی ہے، ان کو شر الملوک کہا ہے، تو یہ الفاظ اصول محدثین کے مطابق پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکے۔ کیوں کہ محدثین نے ہم کو بتایا ہے کہ حشرج جن روایات کے بیان میں منفرد ہوگا، اس کی وہ روایات قابل قبول نہیں ہوں گی، امام علل، امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجُوز الِاحْتِجَاج بِخَبَرِهِ إِذَا انْفَرد

''حشرج جب بیان روایت میں منفرد ہوگا تو اس کی روایت سے حجت نہیں لی جاسکتی۔''

(المجروحين لابن حبان : 288)

اور یہاں بھی حشرج بیان روایت میں منفرد ہے۔ یہ بات یاد رکھئے کہ فی نفسہ بادشاہت بری نہیں ہے، اس کو چلانے والے کے حساب سے کچھ بھی اچھا برا ہوسکتا ہے۔

بنوامیہ میں اچھے اور منصف بادشاہ بھی تھے، جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز اموی رحمہ اللہ کی خلافت راشدہ تھی۔ برے اور ظالم بادشاہ بھی تھے، لہٰذا نہ سب کو برا کہنا چاہیے اور نہ سب کو اچھا۔

اسی طرح عباسی بادشاہوں میں اچھے اور منصف مزاج بھی گزرے ہیں اور برے اور ظالم بھی۔ ایسا ہر معاشرے میں ہوتا آیا ہے۔

جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار یا اسے برا کہنا خوارج اور نواصب کا دین ہے۔ یہ دو انتہائیں ہیں، نہ روافض حق پر ہیں اور نہ خوارج و نواصب۔

جبکہ اہل سنت معتدل اور حق پرست ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی برحق تسلیم کرتے ہیں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملوکیت کو بھی حق سمجھتے ہیں۔

بعض حضرات بے وجہ ملوکیت سے الرجک ہیں، حالانکہ یہ اسلامی ذوق نہیں ہے، خلافت ہو یا ملوکیت، اس میں خیر کا غلبہ ہو، تو بہتر، اگر خیر مغلوب ہو، تو وہ بری ہے۔ اسلام نے ملوکیت کی تردید یا مذمت نہیں کی، یہ ملوکیت کی مذمت بعض کی اختراع ہے، جو کہ اہل سنت کی نظر میں کسی صورت بھی درست نہیں۔

تنبیہ ثانی:

اسود بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

أَلَا تَعْجَبِينَ لِرَجُلٍ مِّنَ الطُّلَقَاءِ يُنَازِعُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَلَافَةِ، قَالَتْ : وَمَا تَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ هُوَ سُلْطَانُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَقَدْ مَلَكَ فِرْعَوْنُ أَهْلَ مِصْرَ أَرْبَعَ مِائَةِ سَنَةٍ .

''آپ تعجب نہیں کرتی کہ (فتح مکہ کے دن) طلقاء میں سے ایک شخص (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے بارے میں جھگڑتا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس پر آپ کو کیا تعجب ہوتا ہے، یہ اللہ کی حکومت ہے، جسے ہر اچھا برا شخص حاصل کرنا چاہتا ہے، فرعون نے بھی تو اہل مصر پر چار سو سال حکومت کی تھی!''

(تاریخ ابن عساکر : 145/59)

تبصرہ:

یہ سخت ضعیف اور مشکوک روایت ہے۔

① ایوب بن جابر حنفی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف اور سیء الحفظ ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُخْطِىءُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْ حَدِّ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ لِكَثْرَةِ وَهْمِهٖ .

''یہ غلطیاں کرتا تھا، یہاں تک کہ کثرت وہم کی بنا پر حجت کے قابل نہیں رہا۔''

(كتاب المجروحين :167/1)

نیز اسے امام یحییٰ بن معین، امام علی ابن المدینی، امام ابو حاتم رازی، امام ابو زرعہ رازی، امام دارقطنی، امام نسائی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ نے ضعیف کہا ہے۔

② اس میں ابو اسحاق سبیعی کی تدلیس اور اختلاط ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَيَتَوَلَّوْنَ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَتَكَلَّمُونَ بِعِلْمٍ وَعَدْلٍ، لَيْسُوا مِنْ أَهْلِ الْجَهْلِ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَيَتَبَرَّئُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ وَالنَّوَاصِبِ جَمِيعًا، وَيَتَوَلَّوْنَ السَّابِقِينَ وَالْأَوَّلِينَ كُلَّهُمْ، وَيَعْرِفُونَ قَدْرَ الصَّحَابَةِ وَفَضْلَهُمْ وَمَنَاقِبَهُمْ، وَيَرْعَوْنَ حُقُوقَ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّتِي شَرَعَهَا اللّٰهُ لَهُمْ، وَلَا يَرْضَوْنَ بِمَا فَعَلَهُ الْمُخْتَارُ وَنَحْوُهُ مِنَ الْكَذَّابِينَ، وَلَا مَا فَعَلَهُ الْحَجَّاجُ وَنَحْوُهُ مِنَ الظَّالِمِينَ، وَيَعْلَمُونَ مَعَ هٰذَا مَرَاتِبَ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ، فَيَعْلَمُونَ أَنَّ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ التَّقَدُّمِ وَالْفَضَائِلِ مَا لَمْ يُشَارِكْهُمَا فِيهَا أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ، لَا عُثْمَانُ وَلَا عَلِيٌّ وَلَا غَيْرُهُمَا .وَهٰذَا كَانَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ خِلَافًا شَاذًّا لَا يُعْبَأُ بِهِ .

”اہل سنت تمام مومنوں سے محبت کرتے ہیں اور علم وعدل کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔اہل سنت نہ جاہل ہیں اور نہ بدعتی۔ یہ روافض اور نواصب دونوں

کے طریقہ کار سے بری ہیں۔ اہل سنت تمام سابقین اولین سے محبت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کی قدر و منزلت اور فضائل و مناقب کو پہچانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو جو حقوق دیے ہیں، ان کی رعایت کرتے ہیں۔ مختار ثقفی جیسے جھوٹوں اور حجاج بن یوسف جیسے ظالموں کے کیے پر راضی نہیں ہیں۔ نیز سابقین اولین کے مراتب کو جانتے ہیں۔ اہل سنت جانتے ہیں کہ ابو بکر و عمر کو وہ فضلیت اور برتری حاصل ہے، جس میں کوئی اور صحابی شریک نہیں، نہ سیدنا عثمان، نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہما اور نہ ہی کوئی دوسرا صحابی۔ عہد اول میں اس پر سب کا اتفاق تھا، سوائے شاذ اختلاف کے، جس کی کوئی حیثیت نہیں۔''

(منہاج السنة : 2/71-72)